

دینی علوم سے شوق و شغف رکھنے والے افراد کے لیے

ایک نایاب اور منفرد کتاب

بعنوان

بدعت عصر

حاضر کے

آئینہ میں

المرتب: حضرت مولانا علامہ محمد ظہیر

عطاری المدنی عفی عنہ

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمائیے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقی ہوگی۔

[illegible]

[illegible]

جز اجمالی فہرست

صفحہ نمبر	مضامین
6	بدعت کا لغوی معنی
7	بدعت کا اصطلاحی معنی
9	بدعت اعتقادی
11	عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا خط
14	بدعات مخالف حدیث و قرآن
15	عمامہ کا ترک اور ننگے سر رہنا سراسر بدعت
17	لے خبر گھر کی
19	آہ! سرزمین حجاز کا تقدس
21	بدعت حسنہ
22	جمع قرآن
23	تراویح کی جماعت
25	تصنیف و تالیف کی ابتدائی کب ہوئی
26	عصر حاضر میں بدعات کا وجود
28	دنیا جت پسند ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بدعت عصر حاضر کے آئینہ میں

"بدعت" دینی علوم سے شوق و شغف رکھنے والا شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس نے یہ لفظ نہ سنا ہو، دینی محافل ہو یا مجلس درس و تدریس اصول حدیث پر گفتگو ہو یا اصول تفسیر پر یہ لفظ کئی بار ہماری سماعتوں سے گزرتا ہے، لیکن چونکہ ہر شخص وسعت نظری و فکری کا متحمل نہیں اس لئے اس لفظ کے معنی و مفہوم کو کچھ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ سننے والا اس لفظ کا معنی سوائے برائی و گمراہی کے کچھ بھی سمجھ نہیں پاتا، اور ایسا شخص لوگوں کو بے دھڑک گمراہ و بددین کہنا شروع کر دیتا ہے، اور یوں وہ خود کو گمراہی کے عمیق گھڑے میں گرا دیتا ہے، اس لئے ابتدائی طالب علم پر یہ ایک لازمی و ضروری امر ہے کہ وہ اس لفظ کے معانی و حقائق سے متعارف ہو، تاکہ وہ اصل معنی میں قرآن و حدیث کا فہم حاصل کر سکے اور کسی بھی شخص پر اندھا دھن گمراہی کے فتویٰ نہ چسپا کرے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی چیز اپنے اصل کے اعتبار سے بری و مذموم نہیں بلکہ اس پر لاحق ہونے والے عوارضات کی بنا پر اسے اچھا یا برا کہا جاتا ہے اور ہر ذی شعور شخص اس حقیقت کو جانتا اور مانتا ہے جیسا کہ ایک جملہ مشہور و معروف ہے۔

"نفرت جرم سے ہے انسان سے نہیں"

یونہی نفرت ان امور سے ہو جو کہ اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہوں کہ کسی لفظ کے معنی کو اس قدر بگاڑ کر بیان کیا جائے کہ وہ اپنی اصل کے اعتبار ہی سے مذموم و شنیع ہو جائے، اور کوئی دوسرا معنی اس سے متصور ہی نہ کیا جائے۔ اصلاح امت مسلمہ کے جذبہ کے تحت اور سنت سلف و صالحین کی ادائیگی کی نیت سے یہ رسالہ بنام "بدعت عصر حاضر کے آئینے میں" پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

محمد ظہیر مدنی (المتخصص فی الفقہ الاسلامیہ)

بدعت کا لغوی معنی

بدعت کا لغوی معنی ہے جدید و نوپید چیز، ایسی چیز جسے بغیر کسی مثل سابق کے بنایا گیا ہو یا پہلے پہل کیا جانے والا کام یعنی اس طرح کی چیز اس سے پہلے موجود ہی نہ ہو جیسے آدم علیہ السلام سے پہلے انسان اور تخلیق دنیا سے پہلے آسمان و زمین کہ ان کی تخلیق سے قبل ان جیسی کوئی شے اس دنیا میں موجود ہی نہ تھی۔ جیسا کہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ربانی عَزَّوَجَلَّ ہے:

”بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ ترجمہ: آسمان و زمین کا ایجاد کرنے والا (پارہ 2 سورۃ آل عمران آیت 27)

قرآن کریم کی اس آیت پاک سے بدعت کا معنی جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کو پہلی بار معرض وجود میں لایا گیا ہو اور اس ایجاد سے قبل اس جیسی شے موجود نہ ہو جیسا کہ اس آیت قرآنی میں آسمان و زمین کی خلقت کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ خدا عزوجل کی تخلیق سے قبل آسمان و زمین کا وجود نہیں تھا۔ اسی طرح قرآن مجید فرقان حمید کی دوسری آیت میں بدعت کا لفظ کچھ یوں آیا،

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (سورۃ الاحقاف آیت 9) ترجمہ: آپ فرمادیں کہ میں کوئی نیا رسول (اللہ کا بھیجا ہوا) نہیں، یعنی میں کوئی نیا رسول اس زمین پر نہیں آیا بلکہ مجھ سے پہلے اور بھی بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے، اور فرائض نبوت ادا کرتے رہے اور میں بھی ان ہی بھیجے گئے رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔ اب ان 2 آیت قرآنی سے بدعت کا لغوی معنی واضح ہو جاتا ہے، مزید اس معنی کی تصریح علماء اسلام اور ماہر لغات نے اپنی تصانیف میں فرمائی ہیں، چنانچہ، مرقاة شرح مشکاة باب الاعتصام بالكتاب والسنة میں امام نووی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ النُّووی نے بدعت کا لغوی معنی یوں بیان فرمایا:

قال النووی البدعة کل شیء عبل غیر مثال سبق یعنی بدعت وہ کام جو بغیر گزری مثال کے کیا جائے۔

(مرقاة المفاتیح جلد 1 صفحہ 216 مکتبۃ امدادیہ ملتان)

اسی طرح محدث اعظم رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہِ جن کے توسل سے فیضان حدیث سر زمین پاک و ہند میں پھیلا اور جن پر تمام مسالک کے لوگوں کا اتفاق و اتحاد ہے، حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفی 1052) لہجات التنقیح بشرح مشکاة المصابیح میں بدعت کا لغوی معنی بیان فرماتے ہیں:

والبدعة فعل مالم یسبق علیہ: یعنی بدعت وہ کام جو پہلے نہ کیا گیا ہو۔

(لمعات التنقیح بشرح مشکاة المصابیح جلد 1 صفحہ 446 دار النوادر)

شیخ امام محمد بن بیر علی اللبرکلی (المتوفی 981ھ) نے الطريقة البھدیه والسیرۃ الاحمدیہ میں بدعت کا لغوی معنی یوں بیان فرمایا: قلنا: للبدعة معنى لغوي عام؛ هو الحدث مطلقا، عادة او عبادة؛ لانها اسم من الابتداء بمعنى الاحداث ترجمہ: ہم کہتے ہیں کہ بدعت اس کا لغوی معنی عام ہے کہ بدعت ہر نئے کام کو کہا جاتا ہے چاہے وہ عادت ہو یا عبادت کیونکہ یہ ابتداء فعل کا اسم ہے جس کا معنی ہے نیا کام۔ (الطريقة المحمدية والسيرة الاحمدية ص 51 دار القلم دمشق)

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی معاون مہتمم دارالعلوم دیوبند کے مولفہ لغت کی کتاب القاموس الوحید میں بدعت کا لغوی کچھ یوں درج ہے۔ بدعہ سے بدعا (ب پر زبر) بلا نمونہ نئی چیز بنانا بدع (ب پر پیش) سے بداعة: انوکھا ہونا، بے مثال ہونا ہو بدیع (اسلامیات)

ایسے ہی لغت اللسان صفحہ 115 پر بدع کا معنی نو ایجاد چیز درج ہے ایسے ہی عربی سے اردو کی مشہور ڈکشنری المنجد صفحہ 55 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ پر بدعت کا معنی بغیر نمونہ کے بنائی گئی چیز ایسے ہی فلاں بدع فی الامر کہ فلاں نے اس کام کو پہلی مرتبہ کیا درج ہے۔ لغوی معنی کا کے لحاظ سے بدعت ہر نوپید و جدید کام کو کہتے ہیں اور لغوی معنی کا کچھ نہ کچھ اثر اصطلاحی معنی میں بھی پایا جاتا ہے۔

بدعت کا اصطلاحی معنی

وہ عقائد یا برے اعمال مراد ہیں جو حضور کی وفات کے بعد دین میں پیدا کیے جائیں۔ اور اصطلاحی معنی کے اعتبار سے بدعت کا اطلاق 3 طرح کے امور پر ہوتا ہے:

- (۱) نئے عقیدے (جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو) اسے بدعت اعتقادی کہتے ہیں۔
 - (۲) وہ نئے اعمال جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں اور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ایجاد ہوں۔
 - (۳) ہر نیا عمل جو حضور کے بعد ایجاد ہوا۔
- بدعت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:
- (1) بدعت حسنہ (2) بدعت سیئہ

بدعت حسنہ: وہ امور جن کی اصل دین اسلام میں پائی جائے اور وہ امور قوانین اسلامیہ کے مخالف بھی نہ ہو۔
بدعت سیئہ: وہ امور جن کی اصل دین اسلام میں نہ پائی جائے اور وہ امور قوانین اسلامیہ کے سراسر خلاف ہو۔
اور پھر بدعت حسنہ کی مزید 3 اور بدعت سیئہ کی 2 اقسام ہیں۔

اقسام بدعت حسنہ

(1) واجبہ:

دین اسلام میں پائے جانی والی وہ بدعات جن کا باقی رکھنا واجب ہے۔ جیسے علم نحو و صرف کا سیکھنا سکھانا کہ اسی کے ذریعے آیات و احادیث کے معنی کی صحیح پہچان حاصل ہوتی ہے (اگرچہ یہ علوم مروّجہ انداز میں عہد رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں موجود نہ تھے)، اسی طرح دوسری بہت سی وہ چیزیں اور علوم جن پر دین و ملت کی حفاظت موقوف ہے۔ اسی طرح باطل فرقوں کا رد کہ ان کے عقائدِ باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرضِ کفایہ ہے۔

(2) مستحبہ:

جیسے سراؤں (مسافر خانوں) کی تعمیر تاکہ مسافر وہاں آرام سے رات بسر کر سکیں، دینی مدارس کا قیام باقاعدہ مدارس کا قیام زمانہ نبوی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم و زمانہ اصحاب کرام میں نہ ہو بلکہ ان کے زمانہ مبارکہ میں مساجد ہی میں تبلیغ و تعلیم و تعلم کا سلسلہ تھا، اجتماع میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور بزرگانِ دین کے عرس کی محافل قائم کرنا۔ اسی طرح مسلمانوں کی خیر خواہی کا ہر وہ نیا انداز جو پہلے زمانے (یعنی رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے زمانے) میں اس انداز میں موجود نہ تھا۔

(3) مباحہ:

وہ بدعات (نئے کام) جن کا کرنا نہ کرنا برابر کہ اس پر نہ گناہ اور نہ ہی ثواب مگر اچھی نیت سے یہ مباح کام باعث اجر عظیم بن سکتے ہیں، جیسے کھانے پینے کی لذیذ چیزیں کثرت سے استعمال کرنا، وسیع مکان میں رہنا، اچھا لباس پہننا جبکہ یہ چیزیں حلال و جائز ذرائع سے حاصل ہوئی ہوں نیز تکبر اور ایک دوسرے پر فخر کا باعث نہ بن رہی ہوں۔ اسی طرح آٹا چھان کر استعمال کرنا اگرچہ عہد رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ان چھنے آٹے کی روٹی استعمال ہوتی تھی۔

(2) اقسام بدعت سیئہ:

(1) مکروہہ:

وہ نئے کام جس میں اسراف ہو جیسے شافعیوں کے نزدیک قرآن پاک کی جلد اور غلاف وغیرہ کی آرائش و زیبائش اور مساجد کو نقش و نگار سے مزین کرنا۔ خفیوں کے نزدیک یہ سب کام بلا کراہت جائز ہیں۔

(2) محرّمہ:

ایسے نئے کام جس سے کسی سنت کی مخالفت ہوتی ہو اور وہ دین اسلام کے عطاء کردہ اصول کے برخلاف ہو جیسے اہل بدعت

کے مذاہبِ باطلہ جو کہ کتاب و سنت (اور اجماع) کے مخالف ہیں۔
(ماخوذ از اشعة اللمعات، ج ۱، ص ۳۵ و مرقاة المفاتیح، ج ۱، ص ۳۶۸)

(بدعت کی ان اقسام کو محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اشعة اللمعات اور امام نووی علیہ الرحمہ نے مرقاة میں بیان فرمایا ہے)

بدعت اعتقادی

ایسے عقائد و نظریات جو کہ اسلامی عقائد نظریات کے برخلاف ہوں، یہ بدعت کی اقسام ثلاثہ میں سے پہلی قسم ہے اور یہی وہ قسم ہے جس کو حدیث مبارکہ میں گمراہی فرمایا گیا، چنانچہ حدیث رسول اللہ ﷺ ہے،

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرٍ بْنُ ذَكْوَانَ
الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ يَعْزِي ابْنَ زُبَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ
أَبِي الْبُطَّاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعُرْبَاخَ بْنَ سَارِيَةَ،
يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، وَجَلَتْ مِنْهَا
الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ:
وَعظمتنا مَوْعِظَةً مُودِعٍ، فَأَعْهَدَ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ، فَقَالَ:
«عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّبْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا
حَبَشِيًّا، وَسَتْرُونَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا،
فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
الْمُهْدِيِّينَ، عَصُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ
الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

مشكاة البصايع جلد 1

بالاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الثاني صفحہ 189 الحديث 164 مكتبة البشیری،

سنن ابن ماجہ جلد 1 باب اتباع سنة خلفاء الراشدين صفحة 28 الحديث 42 بيروت

لبنان

اس حدیث پاک سے چند باتیں واضح ہوتی ہے۔

1: خلفاء الراشدین کی اتباع ہدایت کی ضمانت ہے کیونکہ یہ وہ اشخاص ہیں جنہوں پر براہ راست فیض نبوی ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاصل کیا۔

انہیں مبارک ہستیوں کی اطاعت کا امت، مسلمہ کو حکم دیا گیا۔

2: بدعت کا تعلق جیسے اعمال سے ہے ویسے ہی اعتقاد سے بھی ہے کیونکہ گمراہی کبھی کسی عمل کے کرنے یا نہ کرنے کا نام نہیں بلکہ گمراہی کا تعلق عقیدہ سے ہے، من گھڑت نظریات سے ہے، اور عقیدہ کے درست ہوتے کسی شخص کو گمراہ کہنا درست نہیں، اور جس کے عقائد و نظریات باطل ہوں ایسا شخص گمراہ بھی ہے اور بدعتی بھی، جیسا کہ مشکاة المصابیح کی دوسری حدیث میں وارد ہے،

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُعُودٌ، إِذْ جَاءَهُ إِنْسَانٌ، فَقَالَ: إِنَّ

فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ

السَّامِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ

حَدَّثًا، فَإِنْ كَانَ كَذَلِكَ، فَلَا تَقْرَأْ عَلَيْهِ مِنِّي

السَّلَامَ، سَبِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي مَسْخٌ وَخَسْفٌ،

وَهُوَ فِي الرُّنْدَقَةِ وَالْقَدَرِيَّةِ» (مشكاة المصابيح كتاب الايمان باب

ايمان قدر الفصل الثالث جلد 1 صفحة 148 مكتبة البشمي، جامع الترمذي كتاب

القدر باب ماجاء في القدرية حديث 2159 صفحة 629 مطبوعه بيروت لبنان، سنن

ابن ماجه كتاب الفتن باب الخسوف صفحة 922 الحديث 4061 بيروت لبنان)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر وہ نیا عقیدہ جو کہ اسلامی عقائد کے برخلاف ہوں وہ بدعت ہے اور اس

بدعت کو اصطلاحی طور پر بدعت اعتقادی کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارکہ

میں قدریہ (تقدیر کے منکر) لوگ جن کا عقیدہ اسلامی عقائد کے برخلاف تھا انہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدعتی فرمایا اور

ایسے شخص کے سلام کا جواب تک نہ دیا، اور قدریہ زنادقہ یہ کوئی عمل یا فعل کا نام نہیں بلکہ ایک فاسد و باطل عقیدہ کا نام ہے جو کہ اسلامی نظریات کے مخالف ہے، اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ المتوفی 241 کی تصنیف لطیف الرد علی الجهمیة و الزنادقة کے مقدمۃ التحقیق میں بدعتی گروہ اور ان کے فاسد عقائد کے متعلق

مقدمہ کے محرر رقمطراز ہیں کہ :

والبدعة التي يعد بها الرجل من أهل الأهواء ما
اشتهر عند أهل العلم بالسنة مخالفتها للكتاب
والسنة: كبعدة الخوارج والروافض والقدرية
والبرجئة. (الرد على الجهمية و الزنادقة مقدمۃ التحقیق صفحہ 11 دار الثبات
للنشر والتوزيع)

ترجمہ: وہ بدعت جن کو اہل ہواء (من مرضی کے مالک
کہ جہاں من راضی اسی ہی دین کا نام دے دیا) میں سے
لوگوں نے رائج کیا اور یہ بدعتی لوگ اہل علم کے درمیان
مشہور و معروف ہیں کیونکہ ان کے عقائد کتاب و سنت
کے برخلاف ہیں۔ جیسے کہ خوارج، روافض، قدریہ
مرجئہ کے بدعات۔

یہ کتاب مسلک اہل حدیث کے مکتبہ سے شائع شدہ اور اس پر مقدمہ بھی ان ہی کے عالم کا موجود ہے جس میں وہ اعتراف کر
رہے ہیں کہ بدعت جیسے اہل خوارج و روافض وغیرہما کی بدعات یہ وہ بدعت ہے جو کہ اہل علم میں مشہور بھی ہیں اور
معروف بھی، اور ساتھ ہی بدعت اعتقادی کے حوالہ سے ایک ضابطہ بھی بیان کیا کہ وہ عقائد کتان و سنت (قرآن و
حدیث) میں موجود عقائد کے برخلاف ہوتے ہیں، اور اسی کو اصطلاحی طور پر بدعت اعتقادی کا نام دیا جاتا ہے یہ مقدمہ
بھی اس بات کی تائید کر رہا ہے کہ بدعت کا تعلق فقط اعمال سے نہیں بلکہ بدعت عام ہے چاہے وہ نئے عقائد ہوں یا نئے
افعال وہ تمام ہی بدعت ہی داخل اور پھر وہ بدعت جو عقائد اسلامیہ قرآن و سنت کے خلاف ہو یہ وہ بدعات ہیں جن کے
متعلق حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم میں گمراہی و خلود نار (جہنم میں رہنے) کی وعید موجود ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا خط

حدثنا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: كَتَبَ عَامِلٌ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَيْهِ
يَسْأَلُهُ عَنِ الْقَدْرِ؟ فَكَتَبَ إِلَيْهِ: أَمَّا بَعْدُ، " فَإِنِّي أَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى، وَاتِّبَاعِ
سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْإِجْتِهَادِ فِي أَمْرِهِ، وَتَرْكِ مَا أَحْدَثَ
الْمُحَدِّثُونَ بَعْدَ مَا جَرَتْ بِهِ سُنَّتُهُ، وَكُفُّوا مُؤَنَّتَهُ، فَعَلَيْكَ بِلُزُومِ السُّنَّةِ، فَإِنَّهَا لَكَ

پیشکش: محمد ظہیر مدنی (المتخصص فی الفقہ الاسلامیہ)

بِإِذْنِ اللَّهِ عَصَمَةً، ثُمَّ أَعْلَمَ أَنَّهُ لَمْ يَبْتَدِعْ النَّاسُ بَدْعَةً إِلَّا قَدْ مَضَى قَبْلَهَا مَا هُوَ دَلِيلٌ عَلَيْهَا، أَوْ عِبْرَةٌ فِيهَا، فَإِنَّ السُّنَّةَ إِنَّمَا سَنَّهَا مَنْ قَدْ عِلِمَ مَا فِي خِلَافِهَا (وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ كَثِيرٍ: مَنْ قَدْ عِلِمَ) مِنَ الْخَطَا وَالزَّلَالِ وَالْحُمَقِ وَالتَّعَمُّقِ، فَارْضَ لِنَفْسِكَ مَا رَضِيَ بِهِ الْقَوْمُ لِأَنْفُسِهِمْ، فَإِنَّهُمْ عَلَى عِلْمٍ وَقَفُوا، وَبَبَصَرٍ نَافِذٍ كَفُّوا، وَهُمْ عَلَى كَشْفِ الْأُمُورِ كَانُوا أَقْوَى، وَبِفَضْلِ مَا كَانُوا فِيهِ أَوْلَى، فَإِنْ كَانَ الْهُدَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، لَقَدْ سَبَقْتُمُوهُمْ إِلَيْهِ، وَلَئِنْ قُلْتُمْ: إِنَّمَا حَدَّثَ بَعْدَهُمْ مَا أَخَذْتُهُ إِلَّا مَنْ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِهِمْ، وَرَغِبَ بِنَفْسِهِ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ هُمُ السَّابِقُونَ، فَقَدْ تَكَلَّمُوا فِيهِ بِمَا يَكْفِي، وَوَصَفُوا مِنْهُ مَا يَشْفِي، فَمَا دُونَهُمْ مِنْ مَقْصَرٍ، وَمَا فَوْقَهُمْ مِنْ مَخْسَرٍ، وَقَدْ قَصَرَ قَوْمٌ دُونَهُمْ فَجَفُّوا، وَطَمَحَ عَنْهُمْ أَقْوَامٌ فَعَلُّوا، وَإِنَّهُمْ بَيْنَ ذَلِكَ لَعَلَى هُدًى مُسْتَقِيمٍ. كَتَبْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْإِقْرَارِ بِالْقَدَرِ؟ فَعَلَى الْخَبِيرِ - بِإِذْنِ اللَّهِ - وَقَعْتَ: مَا أَعْلَمَ مَا أَخَذَتْ النَّاسُ مِنْ مُحَدَّثَةٍ، وَلَا ابْتَدَعُوا مِنْ بَدْعَةٍ هِيَ أَبْيَنُ أَثَرًا، وَلَا أَثَبَتُ أَمْرًا مِنَ الْإِقْرَارِ بِالْقَدَرِ، لَقَدْ كَانَ ذِكْرُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ الْجَهْلَاءِ، يَتَكَلَّمُونَ بِهِ فِي كَلَامِهِمْ وَفِي شِعْرِهِمْ، يُعْزُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ عَلَى مَا فَاتَهُمْ، ثُمَّ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ بَعْدَ إِلَّا شِدَّةً، وَلَقَدْ ذَكَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَيْرِ حَدِيثٍ، وَلَا حَدِيثَيْنِ، وَقَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ الْمُسْلِمُونَ، فَتَكَلَّمُوا بِهِ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ، يَقِينًا وَتَسْلِيمًا لِرَبِّهِمْ، وَتَضَعِيفًا لِأَنْفُسِهِمْ، أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ لَمْ يُحِطْ بِهِ عِلْمُهُ، وَلَمْ يُحْصَ كِتَابُهُ، وَلَمْ يَمُضْ فِيهِ قَدْرُهُ، وَإِنَّهُ مَعَ ذَلِكَ لَفِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ، مِنْهُ اقْتَبَسُوهُ، وَمِنْهُ تَعَلَّمُوهُ، وَلَئِنْ قُلْتُمْ: لِمَ أَنْزَلَ اللَّهُ آيَةً كَذَا؟ لِمَ قَالَ كَذَا؟ لَقَدْ قَرَأُوا مِنْهُ مَا قَرَأْتُمْ، وَعَلِمُوا مِنْ تَأْوِيلِهِ مَا جَهِلْتُمْ، وَقَالُوا بَعْدَ ذَلِكَ كُلِّهِ: بَكْتَابٍ وَقَدَرٍ، وَكَتَبْتَ الشَّقَاوَةَ، وَمَا يُقَدَّرُ يَكُنْ، وَمَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا نَمْلِكَ لَأَنْفُسِنَا ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، ثُمَّ رَغَبُوا بَعْدَ ذَلِكَ وَرَهَبُوا. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ: هَذِهِ حُجَّتُنَا عَلَى الْقَدَرِيَّةِ. (الشرعية)

للآجری جلد 2 باب سیرۃ عمر بن عبد العزیز فی اہل القدر حدیث 530 صفحہ: 934، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ صفحہ 864 حدیث 4612 مطبوعہ بیروت لبنان

ترجمہ: ابو داؤد حفری نے حدیث بیان کی ابو رجاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ایک عامل ایک شخص

نے سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا۔ جس میں اس نے ان سے تقدیر کا مسئلہ دریافت کیا، تو

انہوں نے جواب لکھا: حمد و صلاۃ کے بعد، میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کیے رہو اور اللہ

کے امر میں اعتدال سے کام لو۔ اللہ کے نبی کی سنت کا اتباع کرو اور بدعتیوں کی بدعات سے دور رہو بالخصوص

جب امر دین میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت جاری ہو چکی اور اس میں لوگوں کی ضرورت پوری ہو

چکی۔ سنت کو لازم پکڑو یقیناً یہی چیز باذن اللہ تمہارے لیے (گمراہی سے) بچنے کا سبب ہوگی۔ یاد رکھو! لوگوں

نے جس قدر بھی بدعات نکالی ہیں، ان سے پہلے وہ رہنمائی آچکی جو ان (بدعات) کے خلاف دلیل ہے۔ یا اس میں کوئی نہ کوئی عبرت ہے۔ بلاشبہ سنت اس مقدس ذات نے عطا فرمائی جنہیں علم تھا کہ اس کی مخالفت میں، (راوی محمد بن کثیر نے «من قد علم» کے لفظ روایت نہیں کیے) جو خطا ٲھو کر اور حماقت ہے۔ لہذا اپنے آپ کو اس چیز پر راضی اور مطمئن رکھو جس پر قوم (اصحاب کرام علیہم الرضوان) راضی رہے ہیں، بلاشبہ وہ لوگ علم سے بہرہ ور تھے۔ (جن باتوں سے انہوں نے منع کیا) گہری بصیرت کی بنا پر منع کیا اور ان حقائق کی آگاہی پر وہ لوگ زیادہ قادر تھے اور اپنے فضائل کی بنا پر اس کے زیادہ حقدار تھے۔ اگر حق و ہدایت یہی ہو جسے تم نے سمجھا ہے تو تم گویا ان سے سبقت لے گئے۔ اگر تم یہ کہو کہ یہ امور ان (اصحاب کرام علیہم الرضوان) کے بعد نئے ایجاد ہوئے ہیں تو ان کے ایجاد کرنے والے ان کی راہ پر نہیں ہیں، بلکہ ان سے اعراض کرنے والے ہیں۔ بلاشبہ وہ صحابہ کرام ہی (حق اور نیکی میں) سبقت لے جانے والے تھے۔ انہوں نے ان امور میں جو بات کی وہی کافی ہے۔ جو بیان کیا اسی میں شفا ہے۔ چنانچہ ان سے کم تر پر رکنا کوتاہی (تفریط) ہے اور ان سے بڑھ کر توضیح کرنا زیادتی یا تھکاوٹ (افراط) ہے (ان کے طرز عمل سے کمی کرنا جائز ہے، نہ ان سے بڑھنا جائز) جنہوں نے کمی کی انہوں نے ظلم کیا اور جو آگے بڑھے انہوں نے غلو کیا۔ جبکہ صحابہ کرام رَضَوْنَ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اصل ہدایت اور راہ مستقیم پر تھے۔ تم نے تقدیر کے اقرار کے متعلق لکھ کر پوچھا ہے تو اللہ عزوجل کے فضل سے تم نے ایک صاحب علم و خبر سے پوچھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ لوگوں نے جتنی بھی نئی باتیں گھڑی ہیں اور جتنی بھی بدعات ایجاد کی ہیں ان میں تقدیر کے مسئلے سے بڑھ کر بھی کوئی مسئلہ واضح اور دلائل کی رو سے قوی تر ہو، اس کا ذکر تو قدیم ترین ایام جاہلیت میں بھی ہوتا تھا، لوگ اپنی گفتگو اور اپنے اشعار میں اس کا ذکر کرتے تھے، جو چیز انہیں حاصل نہ ہو پاتی تھی، تقدیر کا ذکر کر کے اس سے تسلی پاتے تھے۔ پھر اسلام نے ان کے بعد میں عقیدہ تقدیر کو مزید (واضح اور) مستحکم کیا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک دو نہیں، متعدد احادیث میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں نے آپ سے سن کر آپ کی زندگی میں اور آپ کے بعد بھی اس کے بارے میں گفتگو کی۔ جس میں اللہ رب العزت کے سامنے تسلیم و رضا اور اپنے عجز کا اعتراف کیا کہ کوئی چیز

ایسی نہیں جس پر اللہ کا علم محیط نہ ہو، یا کتاب تقدیر میں اس کا شمار نہ ہو، یا اس میں اس کی تقدیر جاری نہ ہوئی ہو۔ ساتھ ہی یہ بات اس کی محکم کتاب (قرآن حکیم) میں بھی ہے۔ صحابہ کرام نے اس مسئلہ کو اسی سے اخذ کیا تھا اور یہیں سے وہ اس سے باخبر ہوئے۔ اگر تم کہو اللہ نے فلاں آیت کیوں نازل کی اور اس طرح کیوں کہا؟ تو (ذرا سوچو کہ) انہوں (یعنی صحابہ کرام رَضَوُا اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ) نے بھی تو یہی آیات پڑھیں جو تم نے پڑھیں۔ البتہ وہ اس کی تفسیر و تاویل پاگئے جس سے تم جاہل رہے۔ اس کے بعد ان کا قول یہ ہے کہ یہ سب اللہ کی طرف سے لکھا ہوا اور اس کی تقدیر سے ہے۔ شقاوت اور بد بختی بھی لکھی ہوئی ہے۔ جو کچھ مقدر ہے، ہو جاتا ہے۔ اللہ جو بھی چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ ہم اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ پھر (اسی اصل پر) وہ اللہ کی طرف راغب رہے اور اسی سے ڈرتے رہے۔ (یہ مکمل روایت سنن ابوداؤد شریف کی ہے)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا قدریہ کے بارے میں پوچھے گئے سوالات پر یہ خط بھی بہت اس بات کو واضح کرتا ہے کہ بدعت اعمال کیسا تھ ساتھ عقائد میں بھی پائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے بدعات کی اصل بھی بیان فرمادی اور ایک ضابطہ بھی دے دیا کہ جس عمل پر تم نے صحابہ کرام کو پایا تو جس کو اس کی مخالفت کرتا دیکھو تو ایسے شخص سے دوری اختیار کر لو کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان وہ شخصیات ہے جنہوں نے سایہ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پرورش پائی جن سینوں کو علم و حکمت کے فیضان سے میرے آقا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بنفس نفیس معمور کیا، یہ وہ باوقار مقتدی ہیں جن کا امام سید الانبیاء صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے اور اسی فیض نبوی کی وجہ سے یہ لوگ آسمان ہدایت کے تارے ہیں۔ اب ہر نئی چیز پر آنکھیں بند کر کے بدعت کا حکم جڑ دینے کے بجائے اس ضابطہ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے جس ضابطہ کو علماء کرام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مرتب فرمایا ہے۔

بدعات مخالف حدیث و قرآن

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ وہ بدعت جو کہ اسلامی نقطہ نظر اور شریعت مطہرہ کے عطاء کردہ اصول کے مخالف ہو وہ بدعات حرام ہے اور ان کے کرنے والے اور ایسی بدعت کو فروغ دینے والے اشخاص گمراہ ہیں، اور بدعت کی اس قسم کے

متعلق حدیث رسول ﷺ موجود ہے، جو کہ بدعت کے متعلق وارد احادیث کی تشریح بیان کرتی ہے۔

چنانچہ: حضرت غصیف بن حارث ثمالی رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: حضرت عضیف بن حارث ثمالی رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

۲۰۴ الحدیث ۱۸۷ مکتبۃ البشری، مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲۸ صفحہ ۱۷۴
 الباب حدیث غصیف بن حارث ثمالی،

وَسَلَّمَ نَے کہ کوئی قوم بدعت نہیں ایجاد کرتی مگر اسی قدر
 سنت اٹھالی جاتی ہے لہذا سنت کو پکڑنا بدعت کی ایجاد سے

بہتر ہے۔

اور دوسری حدیث میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ،
عَنْ حَسَّانَ، قَالَ: " مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً
فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ
لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ " إسناده
صحيح (مشكاة المصابيح باب الاعتصام بالكتاب والسنة
الفصل الثالث جلد 1 صفحہ 204 الحديث 188 مكتبة
البشرى، سنن دارمی جلد 1 صفحہ 231 الحديث 99 باب اتباع
السنة)،

ان 2 احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایسی بدعت جس کا ٹکراؤ فرمان خدا عزوجل یا حدیث رسول ﷺ سے ہو وہ بدعت سیدہ ہے اور اس پر عمل کرنا اور اسے فروغ دینا دین کے ستون کو منہدم کرنے کے مترادف ہے، یہ بدعت کی دوسری قسم ہے۔

عمامہ کا ترک اور ننگے سر پہنا سراسر بدعت

سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

فرق ما بیننا و بین المشرکین العباء علی ترجمہ: ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے
القلانس - سنن ابی داؤد باب العمام مطبوعہ آفتاب عالم پریس ہیں۔

(لاہور ۲ / ۲۰۸)

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

ترجمہ: مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ باندھنا سنت ہے۔

فالبسلبون یلبسون القلنسوة وفوقها العمامة
امالبس القلنسوة وحد هافزی البشرکین فلبس
العمامة سنة۔ (التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث فرق مابیننا الح مکتبہ

الامام شافعی الریاض ۱۶۹/۲)

قضای مسند شہاب میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اور دیلمی مسند الفردوس میں مولیٰ علی و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

العمائم تیجان العرب۔ (عمامے عرب کے تاج ہیں)۔ (الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۳۲۳۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۸۷/۳)

مسند الفردوس میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: العمامہ تیجان العرب فاذا وضعوا العمام وضعوا عزهم وفي لفظ وضع اللہ عزہم۔ عمامے عرب کے تاج ہیں جب عمامہ چھوڑ دیں تو اپنی عزت اُتار دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ان کی عزت اُتار دے گا۔ (الجامع الصغیر مع فیض القدیر بحوالہ مسند فردوس عن ابن عباس مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۳۹۲/۴)

ابن عدی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ایتوا المساجد حُسرًا ومقنعین، فان العمامہ تیجان المسلمین۔ مسجدوں میں حاضر ہو سر برہنہ اور عمامے باندھے اس لئے کہ عمامہ مسلمانوں کے تاج ہیں۔ (الکامل فی ضعف الرجال اسامی شئی ممن ابتداء اسامیہم میم المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ۲۴۱۳/۶)

رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: لاتزال امتی علی الفطرۃ مالبسوا العمام علی القلائس۔ میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔ (الفردوس بماثور الخطاب بحوالہ عن ابن عباس حدیث ۷۵۶۹ مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت ۹۳/۵)

علامہ علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا: لم یرو انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبس القلنسوة بغير العمامۃ فیتعین ان یکون هذا زی المشرکین ۲۔ یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو، متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۸/۲۵۰)

اسی میں فضائل عمامہ کی بعض احادیث بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں: هذا کله يدل علی فضلیۃ العمامۃ مطلقاً نعم مع القلنسوة افضل فلبسها وحدها مخالف للسنة کیف وهی زی الکفرة وكذا المبتدعة فی بعض البلدان۔ یعنی ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگرچہ بے ٹوپی ہو، ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے، اور کیونکر نہ ہو کہ کافروں اور بعض بلاد کے بد

مندہوں کی وضع ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح والفصل الثانی من کتاب اللباس مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۸/ ۲۵۰)

اس کا انکار کس درجہ اشد و اکبر ہوگا اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنت متواتر کا استخفاف کفر ہے۔

وجیز کردری پھر نہر القائق پھر ردالمحتار میں ہے: لولم یر السنة حقا کفر لانه استخفاف ۱۔ اگر کوئی شخص سنت کو حق و سچ نہیں جانتا تو اس نے کفر کیا کیونکہ یہ اس کا استخفاف ہے۔ (الفتاویٰ البزازیۃ مع الفتاویٰ الہندیۃ نوع فی السنن من کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸/۴)

اے خبر گھر کی

اب ایک طرف یہ احادیث رسول اور دوسری جانب وہ نام نہاد شیوخ اور علماء جو لوگوں کو مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما میں جگہ بہ جگہ یہ کہتے نظر آتے ہیں، ہذا بدعت، ہذا شرک، اور اپنی حالت یہ کہ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم سنت (عمامہ شریف) سر پر سجانے کے بجائے سنت نساء کی ادائیگی کرتے ہوئے سر پر لال رومال اوڑھ لیتے ہیں، کیا یہ سنت عمامہ کا ترک بدعت نہیں؟ اور کیا بدعت صرف رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا نام ہے اگر اس کا جواب ہاں ہے تو امام کعبہ کے ارد گرد لوگ جو ان کے سامنے ہاتھ باندھے موجود ہوتے ہیں ان کے بارے میں کیا فتویٰ صادر ہوگا، اپنے اساتذہ کیلئے طلباء کا کھڑا ہونا اس پر کیا فتویٰ صادر ہوگا، والدین کو آتا دیکھ ان کیلئے تعظیما کھڑے ہو جانا اس پر کیا فتویٰ صادر ہوگا، اور سب سے بڑھ کر نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جانا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعظیما کھڑے ہو جانا اس پر کیا فتویٰ صادر ہوگا۔

دین من مرضی کا نام نہیں بلکہ قانون خداوندی عز و جل و فرمان رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے: "جو شخص کسی گانے والی کے پاس بیٹھ کر گانا سنتا ہے قیامت کے دن اللہ عز و جل اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلے گا"۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۹۶ حدیث ۴۰۶۶۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، مَرْمَرًا قَالَ: فَوَضَعَ اِصْبَعِيْهِ عَلٰى اُذْنِيْهِ، وَنَاْىَ عَنِ الطَّرِيقِ، وَقَالَ لِيْ: يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا؟ قَالَ: فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: فَرَفَعَ اِصْبَعِيْهِ مِنْ اُذْنِيْهِ، وَقَالَ: «كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُ هَذَا فَصَنَعْتُ مِثْلَ هَذَا» (سنن ابی داود کتاب

ترجمہ: حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں (بچپن میں) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کے ساتھ کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں مرمار (یعنی

الادب باب كراهة الغناء والزمر الحديث 4924 صفحه 921
بيروت لبنان

بانسری، بجانے کی آواز آنے لگی، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال دیں اور راستے سے دوسری طرف ہٹ گئے اور دُور جانے کے بعد پُوچھا، نافع! آواز آرہی ہے؟ میں نے عرض کی: اب نہیں آرہی۔ تو کانوں سے انگلیاں نکالیں اور ارشاد فرمایا: "ایک بار میں سرکارِ مدینہ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کہیں جا رہا تھا، سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسی طرح کیا جو میں نے کیا۔"

موسیقی اور موسیقی کے آلات ان کا استعمال ناجائز و حرام ہے اور وہ بدعاتِ سیدہ جو نبی مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ مبارکہ کے بعد ایجاد ہوئی اور جو قانونِ اسلامیہ کے خلاف ہے ان میں سے ایک نئی موسیقی کے آلات ہے کہ نبی مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک زمانہ میں صرف بانسری، ڈھول اور ان جیسی چیزیں موجود تھیں جب کہ آج کے زمانہ میں موسیقی کے نئے نئے آلات منظرِ عام پر آ رہے ہیں، جیسے گیتار، پیانو، ڈرم، ہارمونیم وغیرہ اور بلاشبہ ان کو موجود اور ان آلات کو استعمال کرنے والے حرام فعل کا ارتکاب کر رہے ہیں،

گیتارکس کی ایجاد

گوگل ہسٹری کے مطابق گیتار ایک بہت ہی قدیم (مگر زمانہ نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں اس کا وجود نہیں تھا) جس کا نام گیٹانو ویناسیاں ہے اور آلہ موسیقی ہونے کی حیثیت سے ہے اور اس میں ہر دور میں جدت آتی رہی، پندرہویں صدی عیسوی میں پہلی بار گیتار کو آلہ موسیقی کے طور پر متعارف کروا گیا اور موڈرن گیتار (گیتار کی وہ شکل جسے آج ہم دیکھتے ہیں) اسے انٹونیو جورس جوراڈو (Antonio torres Jurado) اور آڈول راکن بیکر (Adolph Rickenbacker) ان دونوں کو اس کا موجد قرار دیا ہے۔

پیانو کا موجد

ویکیپیڈیا معلومات کے مطابق پیانو کو ایجاد کرنے والا شخص بارٹولومیا کرستوفری (Bartolomeo Cristofori) تھا جس نے پیانو کو ایجاد کیا۔ اور اس طرح کی بہت سے بدعات جن کا ٹکراؤ قانونِ اسلامیہ سے ہوتا ہے۔ گانے باجے کی محفلیں سجانا، اسے کسی بھی طریقہ سے ترویج دینا لوگوں میں عام کرنا اب وہ چاہے اپنے فیسبک اکاؤنٹ کے ذریعے ہو یا وٹس اپ کے ذریعے یہ بدعات کو فروغ دینا ہے جو کہ ناجائز و حرام کام ہے۔

آہ! سرزمین حجاز کا تقدس

دین اسلام میں گانے باجے اور لہو لعب کے حوالے سے بہت سے وعیدیں موجود ہیں، اب ایک طرف اسلاف کا طریقہ کا میوزک کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈال لیں، اور ایک طرف اس مبارک سرزمین جسے حجاز مقدس کے سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کی زیارت کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں ہے اور وہ شہر عظیم جہاں میرے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے مبارک اصحاب علیہم الرضوان نے نعرہ تکبیر کی صداؤں کو بلند کیا، اس مبارک خطہ زمین پر ناچ رنگ کی محفل سجانا ساری رات حوا کی بیٹوں کو راگ کی تھام پر نچانا اور اس پر پانی کی طرح پیسہ بہانا یورپ سے بدنام زمانہ گلوکاروں کو بلانا، اور اس کام کو باعثِ فخر سمجھنا اور اس پر داد تحسین حاصل کرنا۔

میرا سوال امت مسلمہ سے ہے کہ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کیا صرف بدعات کو وجود پاکستان و ہندوستان یا بنگلہ دیش میں ہی پایا جاتا ہے، وہ لوگ جنہوں اس مبارک زمین کی حرمت کو پاش پاش کیا، کیا انہوں نے یہ سرٹیفکیٹ لے لیا ہے کہ وہ جو بھی کام کریں کیسا ہی فتنہ فعل سرانجام دیں ان کا ہر کام داد و تحسین کے لائق ہو، بدعت ہو تو نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر، بزرگان دین کی یاد منانا، یہ چاہے 16 فروری کو اپنے چینل پر آکر دنیا کے سامنے بے حیائی کا پرچار کریں عورتوں کو پھول دیں یہ سب جائز؟

عورت کی آزادی کے نام پر اسے بے ہودہ لباس کی اجازت دینا، ان کیلئے اس مبارک خطہ پر سنیما گھر بنا کر دینا، کیا یہ ہے مسلمانی؟ اور جب کبھی مسلمانوں کو ظلم و زیادتی کا نشانہ بنایا جائے تو اپنی آنکھوں کو بند کر لینا، بلکہ ظالموں کو اپنے یہاں دعوت پر بلانا ان کے استقبال میں کھڑے ہو جانا، ان کے ماتھے چومنا، ان کے ہاتھوں سے مندر کا افتتاح کروانا، کیا یہ ہے اسلام، کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم میں کھڑے ہو تو بدعت ان کے روضہ مبارک کو بوسہ دو تو بدعت، بزرگان دین کی بارگاہ میں حاضری ہو تو شرک اور ان سب افعال پر خاموشی؟

اور اگر سچ میں یہ دین کے داعی ہے اور دین کی سر بلندی کے خواہاں ہے تو ان کو چاہئے حاکم وقت سے ٹکرائیں اور یاد کریں اسی مبارک سرزمین پر جب جب کسی فاسق نے اسلام کے اصولوں کے خلاف بات کی تو مردان حق نے اس کا منہ توڑ جواب دیا، یاد کرو امام اعظم علیہ الرحمہ کو جنہوں نے کوڑے کھائے یاد کرو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو جن کی تقلید کا دم بھرتے ہو کیا حاکم وقت سے یہ علماء و صلحاء نہ ٹکرائے؟ اور کوئی ایک فتویٰ کوئی ایک رسالہ ان شنیعات کے بارے میں بھی تحریر کی جائے اور اگر ایسا نہیں تو خود اپنے آپ سے سوال کرو کہ علماء ربانی ہو یا علماء سلطانی؟ یہ چند امور بطور امثلہ کی بیان کی گئی ہے ورنہ بدعت کی اس اقسام کی امثلہ پر مستقل ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔

(3) بروہ نیا عمل جو نبی ﷺ کے مبارک زمانہ کے بعد ایجاد ہو

بدعت کی تیسری اور آخری قسم کے بارے میں گفتگو سے قبل چند باتوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

1: اسلام نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو اصول دئے ہیں انہیں لکیر کا فقیر نہیں بنایا آج کچھ لوگ اپنے بارے میں ایسے دعوے کرتے نظر آتے ہیں کہ ہمیں کسی امام کی ضرورت نہیں ہم خود ہی قرآن و حدیث سے مسائل مستنبط کر سکتے ہیں اور جب بات آتی ہے اصول دین کی تو پھر یہی لوگ حدیث کے ظاہری معنی بلکہ اس موضوع سے متعلق باقی تمام احادیث کو پس پشت ڈال کر اپنی مطلب کی حدیث لوگوں کو بیان کرتے پھرتے ہیں،

یاد رکھیں! ہر چیز کے 2 رخ ہوتے ہیں اور ایک رخ کو بیان کرنا اور دوسرے کو چھپانا یہ علم کو چھپانا ہے اور جب بھی کسی موضوع کے متعلق کوئی حکم بیان کیا جاتا ہے تو اس کے تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ حکم جامع مانع قرار پائے۔

2: احادیث مبارکہ میں جن باتوں کو ہدایت کی ضمانت قرار دیا گیا اور جن کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کل چھ باتیں ہیں،

- 1: کتاب اللہ کی مطابقت 2: احادیث رسول ﷺ کی مطابقت 3: سنت خلفاء راشدین کی مطابقت
- 4: طریقہ اہل بیت کی مطابقت 5: اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مطابقت 6: سواد اعظم (بڑے گروہ) کی مطابقت

(ماخوذ از احادیث رسول مشكاة المصابيح جلد 1 با الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الثالث)

اب ان اصول کی روشنی میں دین اسلام کے ہر ہر جزئیہ کو دیکھا جاسکتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کی مخالفت دین نبوی ﷺ کی مخالفت ہے اور ان چھ اصولوں کی موافقت درحقیقت دین کی موافقت ہے۔

جن احادیث میں بدعت کی مذمت کو بیان کیا گیا وہی اسی حدیث میں خلفاء و اصحاب رسول ﷺ کی پیروی کی بھی دعوت دی گئی اور اس پیروی کو ہدایت و راہ مستقیم قرار دیا گیا، اور بلا شک و شبہ مراد رسول ﷺ کے پیروں سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔

3: اسلام ایک وسیع نظر و فکر کا حامل مذہب ہے جس میں تنگ نظری کی گنجائش تک موجود نہیں اور یہ وہ مذہب ہے جن کے ماننے والوں کو تخلیق دنیا اور نظام دنیا میں غور و فکر کی دعوت دی گئی کہ اس کے ذریعے ان کا ایمان مضبوط ہوگا، اب ہر ذی شعور اس کو دیکھ سکتا ہے کہ کیا نظام عالم میں نئی ایجادات کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اور کسی بھی قوم کو ایجادات سے روکنا انہیں ترقی کی راہوں سے روکنا ہے، اور اسلام کسی خوبی کو ختم نہیں کرتا بلکہ اس خوبی کو مزید نکھار دیتا ہے۔

4: مسلمانوں کو رب ذوالجلال نے ان خصوصیات سے نوازا جو ان سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں کی گئی، جس میں سے ایک خصوصیت فقہ بھی ہے اور فقہ کا تعلق دنیا کے امور سے بھی ہے اور آخرت کے امور سے بھی، اب ایک سوال آپ

خود سے کریں کہ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہونا چاہتا ہے اور وہ آپ سے بدعت کا معنی سمجھنے آیا اور آپ نے کہا کہ نہیں بھائی کچھ بھی نیا کرو گے تو بدعتی بن جاؤ گے یہ ہمارے دین کے خلاف ہے، تو اس پر آپ کا کیا خیال ہے وہ اسلام کی طرف راغب ہوگا یا دور ہوگا اور یہ دین جسے دین فطرت کہا گیا تو فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر نئی بات بدعت بن جائے؟ اب وہ حدیث ملاحظہ فرمائیں جس میں بدعت کے دوسرے رخ کو بیان کیا ہے چنانچہ:

بدعت حسنة

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ النُّشَیِّ الْعَنْزَلِیُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنِ النُّذْرِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَدْرِ النَّهَارِ، قَالَ: فَجَاءَهُ قَوْمٌ حَقَّاءُ عَرَاةٌ مُجْتَابِي النَّبَارِ أَوْ الْعَبَاءِ، مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ، بَلَّ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَبَعَرَّ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: {يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ} [النساء: 1] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، {إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا} [النساء: 1] وَالْآيَةِ الَّتِي فِي الْحَشْرِ: {اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّامَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ} [الحشر: 18] «تَصَدَّقْ رَجُلٌ مِنْ دِينَارٍ، مِنْ ذَهَبٍ، مِنْ ثَوْبَةٍ، مِنْ صَاعِ بُرَّةٍ، مِنْ صَاعِ تَمْرَةٍ - حَتَّى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ» قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تُعْجِرُ عَنْهَا، بَلَّ قَدْ عَجَزَتْ، قَالَ: ثُمَّ تَتَابَعَمَ النَّاسُ، حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنَ طَعَامٍ وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ، كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وَزْرُهَا وَوَزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ»

(صحیح مسلم کتاب الزکاة باب الحث علی الصدقة صفحہ 462 مطبوعہ دار الفکر الحدیث 1017، سنن نسائی صفحہ 617 باب التحریض علی الصدقة الحدیث 2550 مطبوعہ بیروت، مشکاة المصابیح جلد 1 کتاب العلم الفصل الاول صفحہ 220 الحدیث 210 مطبوعہ مکتبۃ البشای)

ترجمہ: روایت ہے حضرت جریر سے فرماتے ہیں کہ ہم صبح سویرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک قوم آئی جو ننگی اور کمبل پوش تھی تلواریں گلے میں ڈالے تھے ان میں عام بلکہ سارے ہی قبیلہ مضر سے تھے ان کا فاقہ دیکھ کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا لہذا اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے حضرت بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان و تکبیر کہی پھر نماز پڑھی پھر خطبہ فرمایا ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا آخر آیت رقیباً تک اور وہ آیت تلاوت فرمائی جو سورہ حشر میں ہے اللہ سے ڈرو ہر شخص غور کرے کہ اس نے کل کے لیے کیا بھیجا انسان اپنے دینار و درہم اپنے کپڑے گندم و جو کے صاع میں سے خیرات کرے حتیٰ کہ فرمایا کھجور کی کھانپ ہی سہی فرماتے ہیں کہ ایک انصاری تھیلی لائے جس کے وزن سے ان کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک ہی گیا پھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا حتیٰ کہ میں نے کھانے کپڑے کے ڈھیر دیکھے یہاں تک کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھا کہ چمک رہا ہے گویا سونے کی

ڈلی ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کاربند ہوں ان کا ثواب کم ہوئے بغیر اور جو اسلام میں بُرا طریقہ ایجاد کرے اس پر اپنی بد عملی کا گناہ ہے اور ان کی بد عملیوں کا جو اس کے بعد ان پر کاربند ہوں اس کے بغیر ان کے گناہوں سے کچھ کم ہو۔

یہ بدعت کے حوالے سے وہ دوسرا رخ ہے جسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس حدیث مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں وہی ضابطہ بیان کیا گیا ہے جسے اس رسالہ کے شروع میں بیان کیا گیا تھا،

خلفاء راشدین جن کی اتباع راہ ہدایت کی ضمانت اور ان میں سے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل مبارک اور ان کا بدعت کے حوالے سے کیا نظریہ تھا ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ:

جمع قرآن

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ - قَالَ: أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتُلًا أَهْلَ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي، فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ، وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ "، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ لِعُمَرَ: «كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟» فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِدُنْكَ صَدْرِي، وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، وَلَا نَتَّهِمُكَ، «كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»، فَتَتَبَعَ الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ، فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: «كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقُمْتُ فَتَتَبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرَّقَاعِ وَالْأَكْتافِ، وَالْعُسْبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ، {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ} [التوبة: 128] إِلَى آخِرِهِمَا، وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابِعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، (صحيح البخارى كتاب التفسير باب لقد جاءكم رسول منكم عزيز الخ صفحه 1151، 1152 الحديث 4679، 2807 دار ابن كثير دمشق، مشكاة المصابيح جلد 2 كتاب الفضائل القرآن باب اختلاف القراءات و جمع القرآن صفحه 427، 428 الحديث 2220 مكتبة البشري)

روایت ہے حضرت زید ابن ثابت رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرماتے ہیں مجھے ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جنگ یمامہ کے موقع پر بلایا تو حضرت عمر ابن خطاب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے پاس تھے ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ جناب عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ میرے پاس آئے تو بولے کہ یمامہ کے دن قرآن کے قاری بہت شہید ہو گئے میں ڈرتا ہوں کہ اگر اور چند جنگوں میں قاری شہید ہوتے رہے تو بہت سا قرآن ضائع ہو جائے گا لہذا میری رائے یہ ہے آپ قرآن جمع کرنے کا حکم دے

دیں میں نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم وہ کام کیسے کر سکتے ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کیا فرماتے ہیں کہ تب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رب کی قسم یہ کام اچھا ہے حضرت عمر بار بار یہ کہتے رہے حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اس کام کے لیے میرا سینہ کشادہ کر دیا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے میں مصلحت دیکھی حضرت زید کہتے ہیں کہ جناب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جوان ہو عقلمند ہو ہمیں تم پر بد اعتمادی نہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لکھتے رہے ہو لہذا تم ہی قرآن تلاش کرو اور اسے جمع کرو اللہ کی قسم اگر وہ مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے ہٹا دینے کا حکم دیتے وہ مجھ پر اتنا گراں نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنے کا حکم مجھ پر بھاری پڑا فرماتے ہیں میں نے کہا آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کیا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ کام بہت ہی اچھا ہے پھر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار مجھے یہ فرماتے رہے حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے میرا سینہ بھی اس کے لیے کھول دیا جس کے لیے حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سینہ کھولا پھر میں نے قرآن کی تلاش شروع کی کہ اسے خرے کی شاخوں، پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنے لگا حتیٰ کہ سورہ توبہ کا آخری حصہ حضرت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پایا ان کے سوا کسی کے پاس نہ ملا ۱۳ یعنی لقمہ جاء کم رسول سے ختم سورہ برات تک پھر یہ اوراق حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے حتیٰ کہ رب نے انہیں وفات دے دی پھر تاحین حیات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔

تراویح کی جماعت

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: «إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ، لَكَانَ أَمْثَلُ» ثُمَّ عَزَمَ، فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بَنٍ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِيهِمْ، قَالَ عُمَرُ: «نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ» يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ. (مشكاة المصابيح جلد 2 كتاب الصلوة باب قيام شهر رمضان الفصل الثالث صفحه 98، 99 الحديث 1301 مكتبة البشري، صحيح البخاري كتاب الصلوة التراويح باب فضل من قام رمضان صفحه 482، الحديث 2010 دار ابن كثير بيروت)

ترجمہ: روایت ہے حضرت عبدالرحمان ابن عبدالقاری سے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کو گیا لوگ متفرق طور پر الگ الگ تھے کوئی اکیلے نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کے ساتھ کچھ جماعت پڑھ رہی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں ان لوگوں کو ایک قاری پر جمع کر دیتا تو بہتر تھا پھر آپ نے ارادہ کر ہی لیا تو انہیں ابی ابن کعب پر جمع کر دیا، فرماتے ہیں کہ پھر میں دوسری رات آپ کے ساتھ گیا تو لوگ اپنے قاری کے

ساتھ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بڑی اچھی بدعت ہے اور وہ نماز جس سے تم سو رہتے ہو اس سے افضل ہے جس کو تم قائم کرتے ہو یعنی آخر رات کی اور لوگ اول رات میں پڑھتے تھے۔

سوال: اس حدیث میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس امر کو بدعت کہنا یہ لغوی طور پر تھا اور وہ بدعت ممنوع ہے جو کہ شرعی طور پر کی جائے، اور یہ بدعت شرعی نہیں؟

جواب: اولاً بدعت کی تقسیمات جو ہم نے بیان کی اور جن کا ثبوت قرآن و حدیث اور اقوال بزرگان دین سے ملتا ہے آپ ان تقسیمات کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ یہ بدعت اعتقادی بدعت حسنہ یہ حدیث میں کہاں ہیں؟ تو آپ سے سوال یہ ہے کہ بدعت لغوی کی اصطلاح کس حدیث سے ثابت ہے اور بدعت کی اس قسم کو آپ سے پہلے کس نے بیان کی؟ اگر بدعت کی تقسیمات کو ماننا ہے تو اس تقسیم کو ماننے جسے علماء و محدثین بیان فرما گئے۔

ثانیاً: نماز تراویح کی جماعت کو بدعت لغوی قرار دینا یہ کس قدر یتیم الفکر ہونا کا ثبوت ہے کہ جس جماعت کا قیام مسلمان ثواب کے حصول کیلئے کرتے ہیں آپ نے اس شرعی کام کو لغت کا لباس پہنا دیا، کیا یہ جماعت کیسا تھ نماز شرعی و مذہبی کام نہیں، کیا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تو جماعت میں لغوی طور پر شامل تھا نہ کہ شرعی طور پر۔ خدا قرآن و حدیث کی وہ تشریح بیان کرے جو علماء و صالحین سے منقول ہے نہ کہ اپنی مرضی کی تشریح جس سے اپنا قول مضبوط ہو پھر چاہے وہ تشریح دین اسلام کے اصول کے موافق یا مخالف۔

اب ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں بدعت کا معنی مفہوم مزید واضح ہو کر ہمارے سامنے آ جاتا ہے کہ ہر نئی بات گمراہی نہیں بلکہ کچھ بدعات ایسی بھی ہے جن کا کرنا کار خیر و بھلائی ہے۔ مزید رازدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان اس بارے میں کیا ہے، امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: اس بات پر زیادہ تعجب ہے کہ تمہارے دور کی نیکی گزشتہ زمانے کی برائی تھی اور تمہارے زمانے کی برائی آنے والے زمانے میں نیکی بن جائے گی، جب تک تم حق کی پہچان رکھو گے بھلائی پر رہو گے اور تمہارے دور کا عالم حق نہیں چھپاتا۔ (احیاء العلوم بیان العلم جلد 1 صفحہ 275 مترجم، قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، باب ذکر الفرق بین علماء الدنیا الخ ج 1 ص 272،)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا بے شک اس زمانے کی اکثر نیکیاں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں برائیاں سمجھی جاتی تھیں۔ ہمارے زمانے میں مساجد کو سجانا، انہیں آراستہ کرنا اور عمارتوں کی باریکیوں میں بہت زیادہ مال خرچ کرنا اور ان میں قیمتی بچھونے (مثلاً کارپیٹ، قالین وغیرہ) بچھانا نیکی سمجھا جاتا ہے حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں مسجد میں چٹائی بچھانا بھی بدعت شمار ہوتا تھا۔

اس طرح کی ان گنت چیزیں ہے جو کہ نبی مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واصحاب کرام علیہم الرضوان کے مبارک زمانہ میں موجود نہیں تھی بلکہ اس فعل کو ہی برا خیال کیا جاتا تھا اور آج کے زمانے میں وہی فعل لوگ حصول ثواب کیلئے بجالاتے ہیں۔

مسجدوں میں چٹائی کا رواج

منقول ہے کہ مساجد میں چٹائی بچھانا حجاج بن یوسف ثقفی کی بدعات میں سے ہے۔ پہلے کے لوگ اپنے اور مٹی کے درمیان بہت کم رکاوٹ ڈالتے تھے۔ (احیاء العلوم بیان العلم فصل آفات العلم جلد 1 صفحہ 276، 275 مترجم)

قرآن کریم میں نقطے

منقول ہے کہ یہ (یعنی نقطے و اعراب وغیرہ لگانے کا) کام حجاج بن یوسف نے کیا اس نے قرائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کو جمع کیا یہاں تک کہ انہوں نے قرآن کے کلمات اور حروف کو شمار کیا اور اس کے اجزا کو برابر کر کے تیس حصوں میں تقسیم کیا اور کچھ اور تقسیم بھی کیں۔ (احیاء العلوم جلد اول باب تلاوة القرآن صفحہ 835 مترجم)

حضرت سیدنا امام شعبی اور حضرت سیدنا ابراہیم نخعی رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِما سے سرخ نقطے لگانے اور اس پر اجرت لینے کی کراہت مروی ہے، وہ فرمایا کرتے تھے کہ ”قرآن کو صاف رکھو۔“ ان کے متعلق یہی گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس دروازے کو کھولنا اس خوف سے ناپسند کیا کہ کہیں یہ چیز زیادتیوں کی طرف نہ لے جائے، لہذا انہوں نے اس دروازے کو بند کرنے اور قرآن کو تبدیلی سے بچانے کے جذبے کے تحت ایسا کیا، لیکن اگر اس سے کوئی ممنوع بات لازم نہ آئے اور امت اتفاق کرے کہ اس (نقطے وغیرہ لگانے) سے قرآن کی معرفت بڑھتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس کا محض نیا ہونا ممانعت کی دلیل نہیں کتنے ہی نئے کام اچھے ہیں جیسا کہ تراویح میں جماعت قائم کرنے کے متعلق منقول ہے کہ یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جاری کی اور یہ بدعتِ حسنہ ہے اور بدعتِ مذمومہ وہ ہوتی ہے جو سنتِ قدیمہ کے مخالف ہو یا اس کی تبدیلی کا سبب بنے۔ (احیاء العلوم جلد اول باب تلاوة القرآن صفحہ 834 مترجم)

تصنیف و تالیف کی ابتدا کب ہوئی

زمانہ صحابہ و تابعین کے ابتدائی دور میں ان کا وجود تک نہیں تھا یہ ہجرت کے 120 برس بعد تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام مثلاً حضرت سیدنا سعید بن مسیب، حضرت سیدنا حسن بصری اور دیگر اکابر تابعین عظام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ کے وصال کے بعد تالیف ہوئیں۔ بلکہ صحابہ کرام اور تابعین عظام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ تو احادیث لکھنا اور کتابیں تصنیف کرنا ناپسند جانتے تھے اس وجہ سے کہ کہیں لوگ احادیث کو زبانی یاد کرنے، قرآن پاک میں تدبر کرنے اور اس کے سمجھنے سے غافل ہو کر ان کتابوں ہی میں مشغول نہ ہو جائیں۔ یہ حضرات فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح ہم یاد کرتے تھے تم بھی اس طرح یاد کرو۔

(احیاء العلوم بیان العلم جلد 1 صفحہ 270 مترجم)

اسلام میں تصنیف کی جانے والی ابتدائی کتب

منقول ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے ابن جریج کی کتاب تصنیف ہوئی جس میں آثار اور حضرت عطاء، مجاہد اور ابن عباس کے دیگر شاگردوں سے منقول تفاسیر ہیں یہ کتاب مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتَعْظِیماً میں تصنیف ہوئی۔ پھر یمن میں حضرت سیدنا معمر بن راشد صنعانی قدس سرہ اللہ التورانی کی کتاب تصنیف ہوئی جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی احادیث ہیں۔ پھر مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وتَعْظِیماً میں حضرت سیدنا امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق کی ”موطا“۔ پھر حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی کتاب ”جامع“ تصنیف ہوئی۔ پھر چوتھی صدی میں علم کلام میں کتابیں لکھی گئیں۔ (احیاء العلوم بیان العلم جلد 1 صفحہ 271 مترجم)

ان عبارات کو تحریر فرمانے والے آج یا کل کے عالم نہیں بلکہ یہ عبارات اس عالم باعمل صوفی ملت کی ہے جن کی کتابوں کو علوم باطن و صوفیت کا ماخذ قرار دیا گیا اور جو آج سے تقریباً 1 ہزار سال پہلے کے بزرگ ہیں، اس کے علاوہ بدعت سیئہ کی بہت سی امثلہ موجود ہے، باعث برت کیلئے اپنے پیرومرشد کے مبارک تحریر پیش کرتا ہوں۔

شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل کے مجموعے ”نماز کے احکام“ سے بدعت حسنہ کی بارہ مثالیں ملاحظہ ہوں :

(1) قرآن پاک پر نقطے اور اعراب حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں لگوائے۔ (2) اسی نے ختم آیات پر علامات کے طور پر نقطے لگوائے۔ (3) قرآن پاک کی چھپائی (4) مسجد کے وسط میں امام کے کھڑے رہنے کیلئے طاق نما محراب پہلے نہ تھی ولید مروانی کے دور میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد کی، آج کوئی مسجد اس سے خالی نہیں۔ (5) چھ کلمے۔ (6) علم صرف و نحو۔ (7) علم حدیث اور احادیث کی اقسام۔ (8) درس نظامی۔ (9) زبان سے نماز کی نیت۔ (10) ہوائی جہاز کے ذریعے سفر حج۔ (11) شریعت (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) و طریقت (قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی) کے چار سلسلے۔ (12) جدید سائنسی ہتھیاروں کے ذریعے جہاد۔ (نماز کے احکام، ص ۵۴)

ان 12 امثلہ کے علاوہ اور بھی بہت سی بدعات آج کے اس دور میں موجود ہے اور جہاں وہ لوگ جو ہر نئی بات کو بدعت و گمراہی کا رنگ دیتے ہیں انہیں مکتب فکر کے علماء اس نئے کام کی خوبیاں اور اس کے جواز پر رسائل لکھتے نظر آتے ہیں۔

عصر حاضر میں بدعات کا وجود

1: **جدید بینکاری کا نظام** : شاید ہی ایسا کوئی مسلمان ہو جس کا واسطہ بینکاری کے اس نظام سے نہ پڑتا ہو، آج کوئی سکول ہو یا کالج، جامعہ ہو مدرسہ، ملازم کی تنخواہ کا سلسلہ ہو یا کاروباری رقوم کی وصولی اس جدید ٹیکنالوجی سے ہر

شخص فائدہ اٹھا رہا ہے اور اس کی اصل ہمیں قرآن و حدیث میں کہیں نہیں ملتی اور بلاشبہ یہ بدعت ہے مگر بدعت حسنہ نہ کہ سیئہ۔

2: رویت ہلال: جدید آلات کی مدد سے رویت ہلال اور اس پر ماہ رمضان کے روزوں کا مدار اور اسی جدید آلات کے ذریعے رویت ہلال پر عید سعید کا انحصار اور رمضان کے روزوں کی اہمیت سے ہر مسلمان باخوبی واقف ہے اور جدید آلات کے ذریعے رویت اور اس پر روزے رکھنے اور عید کرنے کا حکم یہ ایک شرعی و مذہبی فعل ہے اور یہ انداز رویت بلاشک و شبہ بدعت ہے مگر بدعت حسنہ نہ کہ بدعت سیئہ۔

3: غمخواری امت: مسلمان کا آپسی رشتہ بھائی چارہ اور ہمدردی کے مضبوط دھاگے سے بندھا ہے اور آج کے دور میں اس ہمدردی اور غمخواری کے بہت سے نئے طریقے جن کا ثبوت قرون ثلاثہ تو کی آج سے 100 سال پہلے بھی نہ ملتا ہے جیسے خون عطیہ کرنا، کرونا وائرس کے مریضوں کیلئے پلازما عطیہ کرنا، اپنے وائٹ سیل عطیہ کرنا، اور اس طرح کے ان گنت نئے انداز لوگوں میں متعارف ہے اور اس طرز غمخواری میں آپ بدعت کے دونوں معنی سیئہ کو باخوبی دیکھ سکتے ہیں جہاں مذکورہ اشیاء کو ڈونٹ کرنا جائز ہے اسی طرح انسانی اعضاء کو ڈونٹ کرنا، مثلاً آنکھیں، گردے، وغیرہ ان کا یوں عطیہ کرنا ناجائز۔ اب غمخواری تو دونوں میں ہے لیکن ضابطہ تبدیل کہ ان اعضاء کا عطیہ کا کرنا اسلامی نقطہ نظر کے خلاف اور جبکہ خون، پلازما، وائٹ سیل کا عطیہ کرن اسلامی نظریات کے مخالف نہیں۔

3: وقف برائے آمدنی آمدنی: آج ہم مسجدیں کیساتھ اور مدارس کی عمارت میں جگہ بہ جگہ دکانیں دیکھتے ہیں، یا مسجد کیساتھ رہائشی مکانات موجود ہوتے ہیں، جن کا کرایہ مسجد و مدرسہ پر صرف ہوتا ہے، مگر جس انداز میں آج یہ دکانوں کا قیام اور ان کا کرایہ مسجد یا مدرسہ میں صرف کرنے کا معاملہ ہے اس کا ثبوت بھی ہمیں قرون ثلاثہ تو کجا گزشتہ 1 ہزار سالوں میں نہیں ملتا، اور یہ دکانیں وقف علی المسجد ہوتی ہے کہ ان کا کرایہ مصارف (خرچ) مسجد و مدرسہ میں خرچ ہوں، اور وقف کوئی دنیاوی یا لغوی کام نہیں بلکہ شرعی و مذہبی کام ہے، اور یہ بھی بدعت کی قسم میں سے ہے مگر بدعت حسنہ۔

4: لائبریری، و جدید طرز تعلیم: یہ دور میڈیا اور انٹرنیٹ کا دور ہے جبکہ گزشتہ زمانوں کا علم کے حصول کا مدار علماء کی مجالس میں شمولیت اور ان کی بارگاہ میں سوال و جواب کے ذریعے تھا، مگر آج علم سیکھنے کے وہ ذرائع موجود ہیں جن کا تصور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانہ مبارکہ میں موجود نہ تھا، اولاً تو لائبریری کا قیام اور اس کی عمارت کو وقف کرنا اور وقف کرنے کیلئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ تقرب الی اللہ (یعنی اللہ عزوجل کی رضا کیلئے کیا جائے) اب ان

لائبریریوں کا قیام دنیا کے ہر ممالک میں موجود ہے مگر ان کا ثبوت بھی ہمیں اصحاب کرام رَضَوَانُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے زمانہ میں نہیں ملتا، اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعے آن لائن کلاسز کا انعقاد، درس و تدریس اور قرآن اکیڈمی جیسی دینی درسگاہ کا قیام ان کا تصور بھی ان چند سالوں سے قبل موجود نہیں تھا، اور اس جدید طرزِ تعلیم سے آج ان گنت لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں جبکہ یہ خالص دینی کام اور بدعت ہے مگر یہ بدعت حسنہ ہے سیدہ نہیں، ہاں اگر اس انٹرنیٹ آن لائن لیکچرز کے ذریعے گمراہی، فساد پھیلا جائے تو یہ ضرور بدعت سیدہ ہوگی جس کا ارتکاب اور جس کی ترویج گمراہی و بددینی ہے۔

5: دنیا جت پسند ہے: دنیا جت پسند ہے اور نئے ایجادات اس دنیا میں ہوتے ہی رہتے ہیں اور دین اسلام چونکہ ہر ہر طبقہ اور ہر فرد کو راہِ مستقیم پر گامزن رہنے کا طریقہ سکھاتا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں فلاح کامیابی کا راستہ دکھاتا ہے اور اس نئے کام کو اسلامی نقطہ نظر کے مطابق پیش کرنا اور اس کی حلت و حرمت (حلال و حرام) کو بیان کرنا علماء اسلام کی ذمہ داری ہے۔ ان نئے مسائل میں سے چند یہ ہیں۔

1: انجکشن، درپ کے ذریعے روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا حکم۔ 2: آن لائن کاروبار کے حلت و حرمت کا حکم۔ 3: آن لائن خرید و فروخت کا حکم۔ 4: موبائل لیپ ٹاپ وغیرہ میں تلاوت کلام مجید کا حکم۔ 5: آن لائن ملازمت کا حکم۔ 6: آن لائن اجارہ داری کا حکم۔ مثلاً جہاز وٹرین کی ٹکٹوں کی بکنگ، کار، موٹر سائیکل کی بوکنگ وغیرہ

اس طرح کی ان گنت چیزیں جن سے روز ہی آپ کا واسطہ پڑتا ہے، اب ان مسائل میں فقط یہ کہہ دینا کہ چونکہ یہ بدعات ہیں اور یہ زمانہ سلف و صالحین میں نہ تھے اس لئے یہ از قبیل بدعت ہیں اور گمراہی ہیں، یہ جواب کوئی بھی ذی شعور قبول نہ کرے گا، بلکہ اس نئے اور جدید کاموں کی حقیقت کو جان کر دین اسلام کے اصول و ضوابط کی روشنی میں اس کا فیصلہ کرنا ہی اسلامی، اخلاقی اور شرعی طرزِ عمل ہے، کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور مکمل دین ہے جو کہ قیامت تک کے لوگوں کی رہنمائی کا ضامن ہے۔

میری دعاء رب کائنات جلی و علی تمام مسلمانوں کو بددینی و بد مذہبی کے فتنے سے محفوظ رکھے اور قرآن و حدیث کا فہم عطاء فرمائے۔ امین بجاہ النبی الکریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تمت بالخیر